برداشت اور پرامن رویئے پرمبنی معاشرے کی ضرورت

عائشہ امجد

انسان کائنات کا اہم جزو ہے۔کہا جاتا ہے کہ کائنات کی تمام ظاہری اور چھپی ہوئی ترکیبات کا بنیادی مقصد نوع انسانی کے بہترین فروغ کو یقینی بنانا ہے۔انسان ابتدا سے ہی اپنے وجود کی بقاء کیلئے متحرک رہا ہے۔اور اپنے ساتھ کسی نہ کسی طور سے وابستہ لوگوں کے ساتھ میل جول اور لین دین کے عمل پر قائم رہا ہے۔یوں ہمیں انسان کے آغاز سے ہی ایک معاشرتی زندگی کے آغاز کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔**لفظ سوشیالوجی کے موجد آگسٹ کومٹے کے مطابق معاشرہ اس لیے وجود میں آیا کہ انسان نے ایک دوسرے سے مل جل کر رہنے کی ضرورت محسوس کی۔**

زندگی کے تمام ادوار میں چاہے وہ جنگ وجدل میں گزرے ہوں یا امن وسکون میں انسانوں میں اپنی ذاتی اور اجتماعی زندگی کو بہتر بنانے کا احساس موجود رہا ہے۔اور اگر انسانی تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ہمیشہ سے معاشرے کی بہتری کا انحصار اس معاشرے میں موجود لوگوں میں برداشت اور پرامن رویے پرمبنی سوچ پر ہے۔کیوں کہ یہ وہ خوبی ہے۔جس کی بنا پر اس معاشرے کے اندر رہنے والے لوگوں میں احساس تحفظ پیدا ہوتا ہے۔ہم سب جانتے ہیں۔کہ کوئی بھی انسان اپنی فطری صلاحیتوں کو صرف اسی صورت میں بروئے کار لاسکتا ہے جب اسے مکمل طور پر تحفظ حاصل ہو۔لہذا اس بحث سے پر انداز ہوتا ہے۔کہ انسان کی حقیقی ترقی اور کامیابی کا راز اسکے پرامن ماحول سے وابستہ ہے۔

پرامن معاشرے کیلئے نوجوان نسل کی اہمیت:(قومی تاریخ کے پس منظر میں)

دنیا کی تمام ترقی یافتہ اور مہذب اقوام کی تاریخ ایسی بے شمار مثالوں سے بھری ہوئی ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی ملک کی تخلیق سے لے کر اسکی ترقی اور خوشحالی کی تمام منازل میں اس ملک اور قوم کے نوجوان لوگوں کا کردار نہایت اہمیت کا حامل رہا ہے۔بالکل اسی طرح سے وطن پاکستان کی تخلیق اور ترقی کا سفر اپنے اندر نوجوان نسل کی بے پناہ محنت اور جذبوں کو سموئے ہوئے ہے۔

اسی سفر کی ایک عملی مثال **28 جون 1913 لندن کے کیکسٹن ہال(Caxton Hall) میں قائد اعظم محمد علی جناح کا انڈین سٹوڈنٹس سے خطاب کے بعد "لندن انڈین ایسوسی ایشن" کا قیام ہے۔**جس کا واضح مقصد طلباء اور نوجوان نسل کو آئندہ آنیوالے حالات کے مقابلے کیلئے تیار کرنا اور پھر ایک منظم اور ترقی پسند معاشرے کا قیام عمل میں لانے کیلئے انکو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا

کرنا تھا۔اس مثال سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہے کہ دنیا کے کسی بھی کھٹن کام کا آسان ترین حل یہ ہے کہ اس قوم کے نوجوان کو منظّم اور محترک کر دیا جائے۔

ہمارا موجودہ معاشرہ اور بدلتی ہوئی بین الاقوامی صورتحال: (ایک تنقیدی جائزہ)

کسی بھی قوم کے نوجوانوں کو اس قوم کے معمار کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔لہذا اگر موجود پاکستانی معاشرے کے مسائل پر ایک نظر دوڑائی جائے تو مجموئی طور پر ہمارا معاشرہ مایوسی،خوف،اور پسماندگی کی تصویر کشی کرتا ہے۔اس سے اندازہ ہوتا ہیہ موجودہ معاشرے کے نوجوانوں میں وہ قوت اور جذبہ کم ہو چکا ہے جو اس کی اصل پہچان تھی۔بین الاقوامی مشاہدہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دنیا میں ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کی رفتار میں نمایاں اضافہ ہو چکا ہے مگر اس کے برعکس پاکستانی معاشرہ مجموعی طور پر سیاسی،سماجی اور اقتصادی زبوں حالی کا شکار نظر آتا ہے۔اس کی ایک وجہ نوجوانوں میں سنجیدہ اور عملی رویوں کا فقدان ہے۔لہذا روزافزوں ترقی سے ہمکنار ہوتی دنیا ہمیں ایک سنجیدہ اور اعلی معاشرتی رویوں پر مبنی سوچ اختیار کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

پر امن معاشرے کا حصول اور نوجوان نسل کا کردار:(درکار عوامل کا مختلف پہلوں سے جائزہ)

یہ بات مکمل عیاں ہے کہ پاکستان کے قیام سے لے کر اب تک سنجیدہ اور بڑے پیمانے پر ایسی کوئی کوشش نہیں کی گئی جس سے ملک کی نوجوان نسل میں موجود لا محدود صلاحیتوں اور توانائی کو بروئے کار لا کر قوم کے مسائل کا بہترین حل نکالا جاتا۔درج ذیل بحث میں اہم اپنے اصل ہدف کو حاصل کرنے کیلئے درکار عوامل کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیتے ہیں۔

فکری اور نظریاتی سطح پر نوجوان نسل کا کردار:

تاریخ شاہد ہے کہ مضبوط فکری صلاحیت سے وابستہ لوگوں نے دنیا کو ہمیشہ نئ اور خوشگوار تبدیلیوں سے ہمکنار کیا۔اگر یہی فکری صلاحیت کسی غریب اور پسماندہ طبقے کے افراد کو مہیا ہو جائے تو وہاں انقلاب آفریں تبدیلیاں ممکن ہوسکتی ہیں۔ایک مشہور امریکی ادیب،فلاسفر اور شاعر ایمرسن کے مطابق **"کسی بھی تہذیب کو جانچنے کیلئے نہ تو کسی انسان شماری کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کے شہروں کی جسامت یا فصلوں کی مقدار کو معلوم کرنے کی ضرورت ہے بلکہ صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ اس تہذیب کا پروردہ انسان کس سوچ اور نظریے کا حامی ہے"**

اس قول کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم اپنے شہریوں کو ایک بلند خیالی اور مضبوط فکری صلاحیتوں پر مبنی سوچ دینے میں ابھی تک ناکام ہیں۔لہذا ہماری نوجوان نسل کا سب سے اہم فریضہ یہ بنتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان تمام علوم اور فنون سے آراستہ

کرے جن کا تعلق ان کی ذہنی استعداد اور شعوری پختگی کے ساتھ ہو۔ اور پھر انہی خصوصیات کو اپنی قوم کے دوسرے افراد تک منتقل کر نیکی کوشش کریں۔ ایک مشہور امریکی صدر ٹی۔ ڈبلیو ولسن کے مطابق **"ہماری تہذیب اپنی مادی ترقی کے باوجود اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک یہ ذہنی اور اخلاقی سطح پر اتنی ہی ترقی نہ کر جائے"**

(صحت مند معاشرہ از ایرک فرام)

اسی طرح برصغیر کے ایک نامور مصلح سر سید احمد خان نے اپنے ایک مضمون میں زور دیا کہ **ہمارے ملک کی حقیقی عظمت اور معیار کا انحصار حکومتی نظام کی خوبیوں پر نہیں بلکہ ہمارے عام لوگوں کے کردار، ان کے مہذب اور شائستہ عادات و اطوار اور حرکات پر ہے۔** اسی طرح ایک اور اہم فریضہ جو ہماری نوجوان نسل کو بخوبی انجام دینا چاہیے وہ اہم قومی معاملات جن میں سیاسی معاشی اور معاشرتی معاملات سر فہرست ہیں ان سے متعلق حقیقی شعور پیدا کریں۔ اور پھر یہی شعور اپنے خاندان اور معاشرے کے دوسرے افراد تک منتقل کریں۔

اُوپر بیان کیے گئے حقائق اور تفصیلی بحث ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ ہمارے نوجوان نسل کو سب سے پہلے اپنی قوم کے حقیقی تشخص کو اجاگر کرنے کیلئے قوم کے ہر فرد کی کردار سازی کے بارے میں سوچنا چاہیے۔

عملی سطح پر نوجوان نسل کا کردار:

ایک پر امن معاشرے کا قیام صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب اجتماعی سطح پر یکجہتی اور اختلاف رائے کے مابین بہترین توازن برقرار رکھا جائے۔ معاشرے میں امن اور یکجہتی کے فروغ کیلئے ایسے اداروں کا قیام بھی از حد ضروری ہے جن کا مقصد قومی اور بین الاقوامی سطح پر آنیوالی تبدیلیوں کو سمجھنا اور ان کے مطابق اپنے سماجی، سیاسی اور معاشی امور کو تبدیل کر کے اپنے لوگوں کو منفی عوامل سے محفوظ اور مثبت عوامل سے مستفید ہونے کا اہل بنانا ہو۔ درج ذیل بحث میں ہم ان تمام عوامل کا جائزہ لیں گے جو ہماری نوجوان نسل کو اپنے مطلوبہ ہدف کو حاصل کرنے کیلئے درکار ہیں۔

نوجوانوں میں مربوط اور ہمہ جہت اہداف کے تعین کی ضرورت:

ایک مثالی اور کامیاب معاشرے کے قیام کیلئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے نوجوان اپنی معاشرتی زندگی کے اعلیٰ ترین مقاصد سے لے کر ادنی مادی ترقی تک اپنے تمام اہداف کو ایک مربوط حکمت عملی کے تحت مرتب کریں۔ ان اہداف میں ایسے تمام عوامل کو شامل کیا جائے جو کسی بھی قوم کے وجود کو نہ صرف برقرار رکھنے بلکہ ایک جداگانہ اور ممتاز حیثیت کے ساتھ برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہیں۔ مثلاً معاشی، سماجی، سائنسی، اور ثقافتی محاذ پر درپیش بڑے چیلنجز سے متعلق مناسب منصوبہ بندی کی جائے اور پھر اسی طے شدہ

منصوبے کے تحت عملی میدان میں قدم رکھا جائے۔ واضح طور پر اہداف مقرر کرنے سے نوجوانوں میں اپنے مقاصد کے حصول کے شوق اور لگن میں اضافہ ہوگا کیونکہ انسان عملی کوشش تب کرتا ہے جب اس کے سامنے کوئی اختتامی لائن یا ہدف ہو۔ اور انسان اپنے راستے میں حائل رکاوٹوں کی وجہ سے مایوسی اور حوصلہ شکنی سے بچ جاتا ہے۔ **(کامیاب زندگی کا حصول از سلطان خان)**

امن کے فروغ کیلئے غیر رسمی تعلیم اور تربیت کا انعقاد (مذاکرے، سیمنار، ورکشاپس):

موجودہ تعلیمی نظام ایک ایسے ادارے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جس کے سامنے حقیقی اور قومی ضرورت پر مبنی مقاصد موجود نہیں بلکہ یہ زیادہ سے زیادہ منافع کمانے، سیاسی اور اقتصادی مفادات کے حصول کا ایک آسان ذریعہ بن چکا ہے۔ اسی حقیقت کے پس منظر میں ایک مشہور مغربی مفکر کے مطابق موجودہ **تعلیمی نظام معاشی اور سیاسی اداروں سے اس طرح منسلک ہو چکا ہے۔ تمام معاشروں میں تعلیمی عمل کا یہ لازمی اور یکساں مقصد مفقود ہو جاتا ہے۔ کہ تعلیم کے معنی ایک فرد کا ثقافتی روایات کو اپنا لینا** ہے لہذا اس صورت حال کے پیش نظر نوجوان نسل کو چاہیے کہ فوری طور پر اپنے ارد گرد موجود لوگوں کی غیر رسمی تعلیم اور تربیت کا بندوبست کرے۔ اس تعلیم میں موجودہ معاشرے کے تمام مسائل کو گفتگو کے دائرے میں لایا جائے۔ خواہ یہ مسائل کسی بھی نوعیت کے ہوں تا کہ ہمارے تعلیمی نظام میں پائی جانے والی خامیوں کا ازالہ کیا جا سکے۔ خصوصی طور اس غیر رسمی تعلیم کے ذریعے لوگوں کی توجہ ایسے معاشرتی مسائل کی طرف دلائی جائے۔ جن کا تعلق براہ راست ہماری روز مرہ زندگی کے ساتھ ہے۔ لوگوں کو امن اور بھائی چارے کی حقیقی اہمیت کا احساس دلایا جائے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے بڑے پیمانے پر مختلف علاقوں خصوصاً دیہی اور پسماندہ علاقوں میں زیادہ سے زیادہ مذاکرے، سیمینار اور ورکشاپس انعقاد کیا جائے۔ ان پروگراموں میں معاشرے کے تمام افراد کو خواہ وہ عمر کے کسی بھی حصے میں ہوں کو مدعو کیا جائے اور ان کی توجہ اہم قومی امور کی طرف راغب کی جائے۔

سماجی برائیوں کا خاتمہ بذریعہ مربوط سوشل نیٹ ورکنگ:

معاشرے میں بدامنی اور عدم برداشت کی نفوذپزیری بالواسطہ اور بلاواسطہ کئی وجوہات کی بنا پر ہو سکتی ہے۔ انھی وجوہات میں سے اہم ترین وجہ بڑے پیمانے پر پھیلے ہوئے وہ سماجی مسائل ہیں جن کی طرف دھیان نہیں دیا جاتا۔ ان سماجی مسائل میں سے ایک **چائلڈ لیبر** ہے جس کے حوالے سے ہیومن رائٹس کمیشن کا ایک بیان ہے کہ **"پاکستان تقریباً 16 کروڑ لوگوں پر مشتمل ایک ملک ہے جہاں ڈیڑھ سے دو کروڑ بچوں کو روزگار کیلئے کام کرنا پڑتا ہے"**

(ہیومن رائٹس کمیشن رپورٹ)

چائلڈ لیبر کے علاوہ ایسے کئی عوامل ہیں جو انسانیت کے وجود کو سخت ترین چیلنج سے دوچار کر سکتے ہیں۔ انھی عوامل میں کم عمری میں نشہ آور ادویات کا استعمال، معمولی نوعیت کے جرائم، غیر سنجیدہ اور غیر ذمہ دارانہ رویہ اور بے راہ روی جیسے مسائل ہیں جنھیں ایک منظّم اور مربوط سوشل نیٹ ورکنگ کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے۔

مثبت معاشرتی سرگرمیوں کا فروغ اور مضبوط ذہنی استطاعت کا حصول:

مہذب اور ہوشمند معاشرہ وہ ہوتا ہے جو انسان کی ضرورتوں سے ہم آہنگ ہو۔ ضروری نہیں کہ وہ ان ضرورتوں کے مطابق ہو جو انسان محسوس کر سکتا ہے کہ وہ اس کی ضرورت ہیں بلکہ ان ضروریات کے مطابق ہو جو معروضی طور پر اس کی ضروریات ہیں۔ ایک مشہور مغربی مصنف **ایرک فرام** کے بقول **ذہنی صحت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان اپنی فطرت کے اوصاف اور قوانین کے مطابق نشو نما کے کمال تک پہنچتا ہے۔**

دیہی اور پسماندہ علاقوں میں امن کمیٹیوں کا قیام:

پاکستان میں لوگوں کی بڑی تعداد دور دراز کے کم ترقی یافتہ علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔ ان علاقوں میں عموماً ترقی کے اثرات کی رسائی نہیں ہو پاتی۔ لہذا نوجوان نسل کا ایک بڑا چیلنج ان علاقوں تک رسائی حاصل کرنا ہے اور وہاں لوگوں کو اپنے قومی مسائل سے آگاہ کرنا اور اپنے مطلوبہ ہدف کو بیان کرنا ہے۔ اس سلسلے میں اگر ان علاقوں میں مناسب منصوبہ بندی کے تحت لوکل لوگوں پر مشتمل امن کمیٹیاں قائم کر دی جائیں جن کا مقصد لوگوں کو جرائم کے نقصانات سے آگاہ کرنا اور بامقصد زندگی گزارنے کی طرف راغب کرنا ہو تو ان کی بدولت معاشرے کی ناہمواریوں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

امداد باہمی پر مبنی ترقی پسندانہ سوچ کا فروغ:

لوگوں کو معاشی طور پر پرسکون رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ان کے لیے ایسے وسائل مہیا کیے جائیں جن کے ذریعے وہ آسانی کے ساتھ معاشی استحکام حاصل کر سکیں۔ بہت سے لوگوں کے جرائم میں ملوث ہونے کی بنیادی وجہ معاشی کمزوری ہے۔ لہذا اگر کسی معاشرے کے چند افراد آپس میں مل کر ایسے اقدامات کر لیں تو اس سے جرائم کی شرح میں کافی کمی واقع ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے کی عملی مثال پاکستان میں قائم **کوآپریٹو سوسائٹیز** کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

امن کے فروغ میں نوجوانوں کا کردار: (چند بہترین عملی نمونے)

مندرجہ ذیل بحث میں ہم چند ایسے عملی نمونے پیش کریں گے جو حکومتی اور غیر حکومتی سطح پر نوجوانوں کو ملکی مسائل کے حل کیلئے

آگے لانے کی بہترین مثال ہیں۔

ورکشاپ برائے امن بذریعہ سائنس:

اس ورکشاپ کا انعقاد 1986 میں پاکستان میں منعقدہ **انٹرنیشنل یوتھ کانگریس** کے موقع پر چیئرپرسن معروف پاکستانی سائنسدان **ڈاکٹر عطاء الرحمٰن** کی زیرِ صدارت کیا گیا۔ کانفرنس کا بنیادی مقصد سائنس کے مثبت استعمال کے ذریعے دنیا میں امن کا قیام تھا۔ اس موقع خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر عطاء الرحمٰن نے اپنا پیغام یوں دیا۔ **"آج کی نوجوان نسل دنیا کی تمام ترقی یافتہ اقوام سے یہ اپیل کرتی ہے کہ وہ دنیا میں مکمل امن کے قیام کیلئے تمام نیوکلیائی اور کیمیائی ہتھیاروں کا خاتمہ یقینی بنائیں۔ وہ یہ بھی اپیل کرتی ہے کہ دنیا میں ایٹم کا استعمال صرف با مقصد توانائی اور امن کے حصول کیلئے ہونا چاہیے نہ کہ نیوکلیائی ہتھیاروں کیلئے"**

یہ ورکشاپ پوری عالمی برادری کو اس بات پر مائل کرتی ہے۔ کہ دنیا میں امن کا قیام ایک ناگزیر حقیقت ہے لہٰذا اس طرح کی عالمی ورکشاپس کا انعقاد بہت مثبت نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔

پاکستان یوتھ پارلیمنٹ کا قیام: (ایک مثالی پلیٹ فارم)

پاکستانی نوجوان نسل کو اہم قومی مسائل روشناس کروانے اور ان کی ذہنی اور عملی نشوونما کیلئے یوتھ پارلیمنٹ کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ اس پلیٹ فارم کا مقصد تمام پاکستان سے نوجوانوں کو منتخب کرنے کے بعد ایک سال کے عرصہ تک یوتھ پارلیمنٹ کا رکن بنانا ہے۔ اس پلیٹ فارم پر قانون سازی، مختلف امور پر بحث و مباحثہ اور بین الاقوامی ایشوز پر رائے کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یقیناً ایسے اقدامات سے نوجوانوں میں نہ صرف سنجیدہ اور ذمہ دارانہ سوچ پیدا ہوتی ہے بلکہ آگے چل کر وہ قوم کو ایک بہتر رہنما مہیا کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

کیا موجودہ حالات میں امن کا قیام ناگزیر ہے؟ (حاصل بحث)

دنیا میں آج تک کسی ایسے انسان نے کامیابی حاصل نہیں کی جسکا کوئی مقصد نہیں تھا۔ لہٰذا اگر ہم واقعی یہ چاہتے ہیں کہ ہیں ایک ایسے معاشرے میں سانس لینے کا موقع ملے جہاں امن کا بول بالا ہو تو ہمیں سب سے پہلے امن کے قیام کو اپنا اولین مقصد بنانا ہوگا اور پھر اپنی تمام تر قوت اور اختیارات کو اس مقصد کیلئے استعمال کرنا ہوگا۔ ہماری موجودہ ملکی صورت حال ہم سے اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم فوری طور پر اپنی نوجوان نسل کو آگے لائیں اور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ **زندگی کا مقصد انسان کی خوابیدہ تخلیقی قوتوں کو بیدار کرنا ہے اور تاریخ کا نصب العین یہ ہے کہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں لایا جائے جہاں انصاف اور سچائی کی حکمرانی ہو۔**